106523-قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

سوال

قرآن مجید کی تلاوت کے فورا بعد اجتماعی دعا کرتے ہوئے ایک شخص دعا کرے اور باقی آمین کہیں تو کیا یہ جائز ہے، اور اسی طرح ہر درس اور وعظ کے بعد، اور جب ان سے اس کی دلیل مانگی جائے تو وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں :

{اور تیرے رب کا فرمان ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا}.غافر (60) کیا یہ صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

اذکار اور عبادات میں اصل توقیف ہے یعنی جس طرح وہ ثابت ہیں اسی طرح کیا جائیگا، اس میں کوئی کمی و زیادتی نہیں کی جا سکتی، اور اللہ کی عبادت اس طرح ہی ہو سکتی ہے جو ثابت ہو، اور اسی طرح اس کا اطلاق اور اس کی تقیید اور کیفیت کا بیان اور تعداد کی تحدید بھی توقیف پر مبنی ہے.

اللہ تعالی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے جو اذکار اور ساری مطلق عبادات مشروع کی ہیں ان کو وقت یا عدد یا جگہ یا کیفیت کے ساتھ تحدید کرنا جائز نہیں بلکہ جس طرح یہ مطلقا وارد ہیں اسی طرح بجا لائی جائینگی.

اور جو قولی یا عملی دلائل کے ساتھ وقت یا عدد یا جگہ یا کیفیت میں محدد اور مقید ہیں ہم انہیں جس طرح شریعت میں ثابت ہے اسی طرح کرینگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قولی یا فعلی یا تقریری طور پر نمازوں کے بعد اجتماعی دعا ثابت نہیں اور نہ ہی قرآن مجید کی تلاوت کے فورا بعد یا درس اور وعظ کے بعد اجتماعی دعا ثابت ہے، چاہے وہ امام کی دعا اور مقتدیوں کی آمین کی صورت میں ہو، یا سب نمازوں کے اجتماعی دعا کی صورت میں ہو، یا قرآن مجید کی تلاوت یا درس کے بعد، دین میں وہ کچھ ایجاد کر لیا گیا ہے جو اس میں سے نہ تھا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے :

"جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں ایسی چیز نکالی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے"

اور ان کا اس آیت سے استدلال کرنا :

{اور تمہارے رب کا فرمان ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا}.غافر (60).

اس میں ان کی کوئی دلیل نہیں، کیونکہ یہ مطلق نص سے استدلال ہے جس میں اس کیفیت کی تعیین نہیں ہے جس کا وہ التزام کر رہے ہیں، اور مطلق پر بغیر کسی خاص حالت کے التزام کیے اطلاق پر ہی عمل ہوتا ہے.

اگر کسی معین کیفیت کا التزام کرنا مشروع ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ضرور التزام کرتے، اور آپ کے بعد خلفاء راشدین بھی اس پر عمل کرتے، اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، اور نہ ہی صحابہ کرام سے ثابت ہے.

اور پھر خیر و بھلائی اور بہتری تو اسی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء کے طریقہ کی پیروی کی جائے، اور ان کے طریقہ کی مخالفت اور بدعات پر چلنا برائی اور شر ہی شر ہے. جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتناب کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"تم نئی نئی بدعات سے اجتناب کرو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"

اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے" انتہی

اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء.